دعوت و تبلیغ کی حکمت، تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

The insight of Da,awah & preaching in the prophetic teaching

Hafiz Fazl Haq Haqqani

Lecturer, department of Islamic and Arabic Studies

University of Swat

fazlehaq498@gmail.com

Muhammad Tahir

Lecturer, department of Urdu

Cadet college Swat

Abstract

Preaching the teachings of any religion plays a major role in its propagation. Islam is also a divine religion that has come to guide human beings. Its teachings are eternal and contains complete guidance for human beings. The command to preach is found in the Holy Qur'an itself. Rather, its principles have also been set. The Prophet (Peace and blessings of Allah be upon him) also stated its rules in various hadeeths- In fact, his whole life is embodiment and full of preaching. The Companions continued to fulfill this duty with full force, restraint and punctuality in their respective eras. The fruit of their hard

working and sacrifices resulted that in a very short time Islam has reached the East and the West. This present paper reviews the sacrifices that has been done for preaching over a period of one and a half thousand years. Due to which Islam is spreading rapidly all over the world.

Key words: Islamic teachings, Principles of Da'wah, Preaching, Companion.

تعارف

دنیا میں اب تک بے شمار مذہب آئے کچھ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئے اور کچھ ابھی تک موجود ہیں مگر اسلام کو دین برحق اور دین کامل کی حیثیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں اپنے نیک بندوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے دین کیلئے قربانیاں دیں جس کی وجہ سے اسلام کو دین ابدی کا مقام حاصل ہوا۔ اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ ایک ایسا مذہب نہیں جس میں صرف پیدائش کی بنیاد پر شامل ہوا جاتا ہے بلکہ اسلام میں تو ایمان وایقان اور تقویٰ کی بنیاد ہی سے انسان اسلام کی سرمدی حدود میں داخل ہوتا ہے اور انسان یہ مرتبہ صرف تبلیغ ودعوت سے ہی حاصل کرتا ہے۔ نبی مجسم ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں اور ان تک بھی پہنچا دیں جن کو اس کا علم نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچانا جن کو اس کا علم نہیں یہی دعوت و تبلیغ ہے۔

تبلیغ کے فریضے کا کام نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے ہی نہیں سرانجام فرمایا بلکہ تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے دور میں اس کام پر توجہ دی۔ دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ گزشتہ ڈیڑھ ہزار سالوں سے چلتا آرہا ہے اور یوں اسلام دنیا بھر میں تیزی سے پھیل رہا ہے، انہیں مبلغین نے اسلام کی حقیقی روپ لوگوں کے سامنے رکھا اور یہ دین متین اسی وجہ سے شدید مخالفت کے باوجود بڑھتا ہی جارہا ہے۔

دعوت و تبلیغ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرامؑ نے اسلام کے پیغام کو آگے بڑھانے کیلئے ہی جدوجہد کی، اسلام ابد تک قائم رہے گا اور ساری کائنات کیلئے ضابطہ حیات ہے اور انسانوں سے لے کر حیوانات اور نباتات و جمادات تک کوئی بھی مخلوق اس کے فیضان رحمت سے محروم نہیں، اسلام عالمگیر مذہب ہے اور آنحضور ﷺ کی عالمگیر رسالت اور آفاقی شخصیت کے باعث اسے عالمگیر حیثیت حاصل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ سے دوستی چاہتے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو، اللہ تمہیں اپنا دوست بنائے گا۔" قرآن مجید کے ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی آنحضور ﷺ سے محبت مکمل طور پر واضع ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب نبی تھے۔ اور آپ ﷺ کی ذات بابرکات رہتی دنیا تک روشنی و ہدایت کا منبع رہے گی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور اعلیٰ بہتر اخلاق سے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ آپ ﷺ کا کیا ہوا ہر عمل سنت ہے اور اگر ہم بھی اس عمل کو سنت سمجھ کر کریں تو اللہ کریم ہمارے لئے بھی بھلائی کے راستے کھول دیں گے۔

تبلیغ ایک نہایت ہی مقدس فریضہ ہے جس کا بنیادی مقصد اللہ کی دی گئی شریعت کو پھیلانا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ انبیاء کرامؑ نے بھی اپنی تمام مساعی اس کام کیلئے وقف کیں گویا دعوت و تبلیغ پیغمبرانہ پیشہ ہے۔ اُدعُ الیٰ سبیل ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالّتی ھی احسن انّ ربّک ھو اعلم بمن ضلّ عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین o وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبر تم لھو خیر للصبرین o واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون o انّ اللہ مع الذین اتّقوا والّذین ھم محسنون

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو دانشمندی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے دعوت دیں اور بحث و مباحثہ کریں تو وہ بھی خوبی کے ساتھ۔ تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے اور اگر تم لوگ بدلہ لو تو بس اسی قدر لے لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہو، لیکن اگر تم صبر کرو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں ہی کے حق میں بہتر ہے اور صبر سے کام کئے جاؤ اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر تنگ دل ہو واللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور نیکو کار ہیں۔[1]

تبلیغ کا مفہوم

تبلیغ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی اچھائی اور خوبی کو جس کا تعلق مذہبی امور سے ہو کو دوسرے افراد تک پہنچانا اور انہیں ان اصولوں پر کاربند رہنے کی تلقین کرنا ہے۔ قرآن کریم نے تبلیغ دین کی حدیں متعین فرما رکھی ہیں تبلیغ کے کئی معنی بتائے گئے ہیں جن میں تذکیر کا مطلب یاد دلانا اور نصیحت کرنا کے ہیں، یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی نیک کام کی طرف لوگوں کو نیک نیتی پر مبنی اصولوں کو اپناتے ہوئے بلانا ہے اور اختلاف کی صورت میں اس کے سخت نتائج کا سبق دینا ہے۔ تبلیغ ایک ایسا عمل ہے جس کو اسلام اور تمام ادیان باطلہ اور منسوخہ میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

تبلیغ کی اہمیت:

تبلیغ کسی بھی مذہب کیلئے لازمی عمل ہے۔ اس کے بغیر کسی بھی مذہبی امور کی انجام دہی ممکن نہیں۔ مفکرین حضرات تبلیغ کے دو دائرے متعین فرماتے ہیں۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

☆ پہلا دائرہ جس میں میں افراد کی اندرونی بیماریوں کو ختم کیا جائے اور ان کے دل کا روگ نکالا جائے۔

☆ اس دائرے میں انسانوں کو ایک خاص عقیدے اور گروہ کے عمل کا پابند بنانا ہے۔

گویا تبلیغ کسی بھی مذہب اور عقیدے کی توسیع اور تحفظ کا ایک قرینہ ہے۔ تمام انبیاء کرامؑ نے اس پر عمل فرمایا اور لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا اور ان کی جسمانی و روحانی تطہیر فرمائی، اور اسی عمل کی انجام دہی میں انہیں اپنی جان کے لالے بھی پڑے، پتھر کھائے مگر اس عظیم عمل کو نہ چھوڑا۔ آپ ﷺ کی تبلیغ نے دنیا کی تمام قوموں کو برابری اور مساوات کی سطح پر لا کھڑا کیا اور اللہ کے پیغام کا سب کو یکساں مستحق قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اس نیک کام میں کالے گورے، عربی اور عجمی کے فرق کو مٹا دیا۔ جب آپ ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ تمام رکاوٹوں کو توڑ کر پیام الٰہی لوگوں تک پہنچائیں تو آپ ﷺ نے یہ مشکل کام سر انجام دیا۔ اللہ کریم یوں فرماتے ہیں

یاایھا الرسول بلّغ مآ انزل الیک من رّبّک وان لّم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس o

ترجمہ:۔ اے اللہ کے پیغام پہنچانے والے آپ ﷺ کے پرودگار کے پاس سے جو کچھ آپ ﷺ کی طرف اترا ہے اس کو پہنچاؤ اگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور آپ ﷺ کو اللہ لوگوں سے (لوگوں کے ظلم وستم) بچالے گا[2]۔

پھر دوسری جگہ پر اللہ کریم نے فرمایا کہ تمھارا کام صرف تبلیغ کرنا ہے ان کو ہدائت دینا ہمارا کام ہے۔ تبلیغ کی اہمیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ فواللہ؛ لأنْ يهدِيَ اللهُ بكَ رجلاً واحداًخيرٌ لكَ من أن تكونَ لك حُمْرُ النَّعَمِ[3]

"اے علی! تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا بھی دین حق قبول کرنا سو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے"۔

ان احکامات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ کریم نے اپنے نبی ﷺ کو تبلیغ کا حکم فرمایا اور حضور ﷺ اس کی افادیت پر زور دیتے ہیں اور اس کو علامت ایمان قرار فرمایا۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کے دونوں دائروں پر عمل کیا اور اپنے پیروکاروں کیلئے تبلیغ کو ایک لازمی امر قرار فرمایا۔

دعوت و تبلیغ کی اہمیت:

حکیمانہ تبلیغ و دعوت اسلام کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی ہیں اس پر اسلام کی بنیاد ہے۔ یہی اسلام کی قوت ہے، اور اسی میں اسلام کی کامیابی اور وسعت بھی ہے، آج سب زمانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے اور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کو صحیح مسلمان...... نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان...... اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے، حق تو یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن کریم فرماتا ہے:۔

یاایھا الذین اٰمنو اٰمنوo

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو وہ واقعۃً ایمان لے آؤ[4]

یہاں اللہ کریم فرما رہے ہیں کہ جب ایمان لایا جائے تو اس کو پورے زور شور سے بلند کیا جائے۔ شہر شہر گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو مسلمان بنانے کا کام کیا جائے اور اس راہ میں وہ جفاکشی......وہ محنت کشی......وہ ہمت......اور وہ قوت مجاہدہ صرف کی جائے، جو دنیا دار لوگ دنیا کے عزت و جاہ اور حصولِ طاقت کیلئے صرف کر رہے ہیں۔ جس میں حصول مقصد کی خاطر ہر متاع عزیز قربان کرنے اور ہر مانع کو بیچ سے ہٹانے کیلئے ناقابل تسخیر طاقت پیدا ہوتی ہے۔

دیگر مذاہب اور تبلیغ

اسلام کی طرح سابقہ ادیان میں بھی تبلیغ پر زور دیا گیا ہے۔ بدھ مت میں بھی تبلیغ پر عمل کرنے کا حکم موجود ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی تمام زندگی بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے تبلیغ دین کا کام انتہائی محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیا، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰؑ کی زندگیاں بھی تبلیغ دیں کے کاموں میں بسر ہوئیں۔ ہندوؤں نے اپنے مذہب کو تمام قوموں سے چھپا کر رکھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے مذہب کو سب مذاہب سے افضل تصور کرتے تھے اور وہ دوسرے لوگوں کو یہ مذہب سکھا کر اسے ناپاک نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے تبلیغ اور دعوت دین کے کاموں میں روڑے اٹکائے۔

قرآن کریم نے تبلیغ دین کی صحیح معنوں میں اس کے اصول و ضوابط پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ حبیب کبریا ﷺ نے تبلیغ کے تمام پہلوؤں پر عمدہ روشنی ڈالی۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کے کام کو انتہائی عمدگی اور محنت سے یوں سرانجام فرمایا کہ سب سے پہلے تمام قوموں کو ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا۔ اور تمام لوگوں کو اللہ کے دین کا مستحق قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغ کیلئے کسی ایک فرقے یا قبیلے کو مخصوص نہ فرمایا بلکہ دنیا کی ہر قوم، ہر زبان، اور ہر گوشے، حجاز و یمن، عرب و عجم اور ہند و روم کی کوئی بات نہ تھی بس سب انسان تھے اور فقط انسان۔ آپ ﷺ نے ہر گوشے میں اسلام کی دعوت کو لازمی قرار دیا۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب بندے کی راہنمائی فرماتے ہوئے اس کی دو نہجیں مقرر فرمائیں، ایک جس میں فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی اور دوسرا یہ کہ تبلیغ کا طریقہ کار کیا ہو گا۔

تبلیغ کے کام کو اللہ کریم نے بہت زیادہ پسند فرمایا اور اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ ہر قسم کے خطرات سے بے پرواہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر[5] o

مفہوم و ترجمہ:۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے۔

ایک جگہ پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

بلغوا عنی ولو اٰیۃ[6]۔

مفہوم و ترجمہ:۔ مجھ سے علم آگے پہنچاؤ خواہ وہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔

دین اسلام پیغام الٰہی ہے اور اس کی جانشین امت مسلمہ ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کا ہر ایک انسان کو ادراک ہے۔ مسلمان قوم قومیت اور نسل سے نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر قوم ہے۔ حالانکہ حقیقت اس سے بھی آگے ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان وہ جماعت ہے جو اللہ کی طرف سے ایک خاص پیغام لے کر دنیا میں آئی ہے۔ اسلام کے اس منشور کو دنیا میں عام کرنا اور لوگوں کو اس کی طرف راغب کرنا مسلمان کی زندگی کا واحد فریضہ ہے

اس پیغام کے ماننے والے خود کو ایک برادری تصور کرتے ہیں اور یہی احساس ان کی قومیت کی جڑ ہے۔

اسی حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد مسلمان قوم کا سب سے بڑا فرض اس پیغام الٰہی کی معرفت اس کی بجا آوری اس کی تعلیم، اس کی دعوت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق کو بجالانا ہے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اس فرض کو بھلا دیا اور یوں ان کی سرحدیں سمٹ گئیں اور تباہی و بربادی ان کا مقدر بن گیا۔

امتِ مسلمہ کا فرض منصبی

قرآن کریم اور احادیث میں یہ بات مسلم ہے کہ امت محمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے نبی ﷺ تمام امتوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور انہوں نے ملکر تمام لوگوں کیلئے دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کو انجام دینا ہے بقول قرآن کریم:

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر[7]

مفہوم و ترجمہ:۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے برپا کی گئی ہے۔ تم اچھے کاموں کا بتاتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

اس حکم الہی سے معلوم ہوا کہ امت مسلمہ دوسری تمام امتوں کی اصلاح کیلئے قائم کی گئی۔ اس کا کائنات میں برپا ہونے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کو دنیا کی تمام قوموں کی راہنمائی کیلئے بھیجا گیا اس کا کام تو ان اقوام کو خیر کی دعوت دینا اور برائی کے کاموں سے روکنا ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرتی ہیں، اگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی یہ امت اپنا کام نہ کرے تو وہ اپنے تفویض کردہ مشن سے غفلت کی مرتکب ہو گی۔

نبی کریم ﷺ کی امت کو یہ امت واحدہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس امت کو جو کام ملا ہے وہ بڑا مقدس اور اہم ہے جس میں داعی، دعوت اور دعوت و تبلیغ کا طریقہ تینوں چیزیں ٹھیک ٹھیک حدود میں رہ کر قرآن و سنت کے مطابق انجام پائیں تو وہ اللہ تعالی کے احکام کے عین مطابق ہوں گی اور یہ راستہ ایک مستحسن اور صراط مستقیم کہلائے گا۔ یہاں دعوت دینے والا نبی کریم ﷺ کے انداز دعوت و تبلیغ سے نسبت رکھ کر کام کرتا ہے جس حد تک یہ نسبت قوی اور بہتر ہو گی دعوت میں تاثیر اور کشش اتنی ہی زیادہ اور دیرپا ہو گی۔ اگر دعوت کا طریقہ بھی وہی اختیار کیا جائے جو حبیب کبریا ﷺ نے کیا تھا تو سونے پر سہاگہ۔ اور یوں داعی کا مشن منزل مقصود کی طرف گامزن ہو گا اور یہ دین متین اپنی سرحدوں سے باہر نکلنا شروع کر دے گا۔ گمراہی کی راہیں رستہ سمیٹ لیں گی اور صراط مستقیم مضبوط سے مضبوط تر اور مستحکم تر ہوتی چلی جائے گی۔

یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ داعی کا اپنا کردار اور نبی کریم ﷺ سے نسبت کتنی مضبوط اور محکم ہے اس کا علم و عمل کتنا وسیع ہے اس کے طریقے میں کتنی صداقت ہے اور نبی پاک ﷺ سے کتنی مماثلت موجود ہے۔ حب اللہ، بغض اللہ، رافت ورحمت بالمسلمین اور شفقت علی الخلق اس کی دعوت کا محرک ہو اور اس میں ایسی دھن ہو کہ جاہ و منصب، مال و دولت، عزت و شہرت نام و نمود رکھ رکھاؤ اور معاشرے میں اونچا شملہ اس کی راہ کا پتھر نہ بنے۔ اور اس کی زندگی کا ہر عمل قرآن حکیم کے اس حکم کے عین مطابق ہو تو منزل آسان ہو جائے گی:۔

انّ صلٰوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین[8]o۔

مفہوم وترجمہ:۔ بے شک میری نماز، میری ساری عبادتیں، میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کریم کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے

دعوت و تبلیغ کے اصول

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کے تمام مراحل کا نمونہ پیش کیا، نبی کریم ﷺ نے تبلیغ کے تین اصول واضع فرمائے، جن میں عقل و حکمت، موقع و محل مخاطب کی اہلیت و نفسیات۔ یہی عوامل تبلیغ کے کاموں میں معاون ثابت ہوتے ہیں:۔

حکمت

حکمت تبلیغی امور میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ پاگلوں کی طرح تبلیغ نہ کی جائے بلکہ کسی مناسب انداز سے لوگوں کو تبلیغ پر آمادہ کیا جائے۔ اس مشن میں ہر طرح کے لوگوں کو ایک طریقہ سے آمادہ تبلیغ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے دل و دماغ میں موجود خرابی کی جڑوں کو نکال کر اس میں علم و حکمت کے اسلحہ سے پیوند کاری کی جائے اور یوں مخاطب کی ذہنی وجسمانی اور نفسیاتی حیثیت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک سائل نے دست سوال دراز کیا تو آپ ﷺ نے اپنے تیور نہ بدلے اور نہ ہی بے التفاتی دکھائی اور نہ ہی فقط وعظ و نصیحت فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمھارے پاس کچھ ہے تو اس نے عرض کیا کہ اس کے پاس ایک کٹورا اور کمبل ہے جس کو آپ ﷺ نے منگوا کر فروخت کرکے اس کو نصیحت فرمائی کہ نصف رقم کا سامان رسد خریدو اور نصف رقم سے کلہاڑی خرید کر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ یہ کام تمھارے لئے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ کا یہی سلوک تھا جس نے لوگوں کو آپ ﷺ کا گرویدہ بنالیا اور وہ آپ ﷺ کے ہر حکم پر اپنی جان لٹانے کیلئے تیار ہو گئے۔

موقع و محل

تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتی جب تک سچا جذبہ اور حقیقی لگن شامل نہ ہو، تبلیغ کے جوش میں موقع و محل کا خیال نہ رکھنا ایک بہت بڑی خامی ہے جسے مخاطب کے دل میں دعوت و تبلیغ سے بیزاری کا عنصر جنم لے سکتا ہے۔ داعی کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ جب مخاطب ذہنی طور پر تیار نہ ہوں اور نقطہ چینی پر آمادہ ہوں تو دعوت تبلیغ کے امور سے اجتناب کیا جائے۔ اور پھر مناسب وقت کا انتظار کیا جائے۔ قرآن اس معاملے میں یوں راہنمائی فرماتا ہے:

اذارایت الّذین یخوضون فی اٰیتنا فاعرض عنھم حتّٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ واِمّا ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین o[9]

مفہوم و ترجمہ:۔ تم جب یہ ان لوگوں میں یہ دیکھو کہ وہ ہماری آیات پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں تو ان سے اعراض کرو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں یہ بات فراموش کرادے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

مخاطب کی نفسیات

نفسیات حکمت و تبلیغ کا اہم جزو ہے۔ اگر کسی آدمی کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جائے جبکہ اس کا علم قرآن پاک کے بارے میں بہت کمزور ہو یا پھر فلسفیانہ باتیں شروع کر دی جائیں یا پھر اصل موضوع سے ہٹ کر بات کی جائے بلکہ جس حیثیت کے لوگ موجود ہیں اسی حیثیت میں بات کی جائے۔ مبلغ کو اپنا کلام ایک وقت میں ہی نہیں بیان کرنا چاہیئے بلکہ مرحلہ وار ان کے سامنے رکھا جائے۔ جس سے سامعین میں اکتاہٹ اور بوریت کا سامان نہیں بنے گا۔ آپ ﷺ نے اس ضمن میں فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ آسانیاں پیدا کریں لوگوں کو خوشخبری دیں اور نفرت نہ پھیلائیں۔ پھر آپ ﷺ نے مخاطب کی کمزوریوں کا لحاظ رکھنے کا بھی حکم دیا ہے اور داعی کی حمیت اور جاہلیت کو کبھی بھی چیلنج نہ کیا جائے نہیں تو وہ آپ کے سچے دین کو برا بھلا کہنا شروع کر دے گا۔ آپ ﷺ کے فرمودات کے مطابق داعی کو چاہیے کہ وہ منافرت، عصبیت اور جاہلیت بھڑکانے والے امور سے اجتناب کرے۔

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں بہت سے گناہوں کا مرتکب ہوں اور کسی بھی گناہ کو چھوڑنے کی سکت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے ایک عہد کرو کہ تم اپنی تمام برائیوں میں سے ایک کو چھوڑ دو گے۔ جب اس نے عہد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ نہ بولا کرو۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے عہد کیا اور چلا گیا اس نے جاتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چھوٹی سے بات کی فرمائش کی ہے جس کو میں چھوڑ سکتا ہوں۔ جب رات ہوئی تو اس نے شراب پینے کی کوشش کی تو دل میں خیال آیا کہ جب نبی کریم ﷺ کا سامنا ہو گا تو سچ بولنا پڑے گا اور یوں مجھ پر حد جاری کر دی جائے گی، پھر چوری کا دل میں خیال آیا تو اس نے سوچا کہ آپ ﷺ کے سامنے جا کر کیسے سچ بولوں گا اگر سچ بولا تو ہاتھ کاٹ دئے جائیں گے اور یہ سوچ کر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لی اور یوں نبی کریم ﷺ کی مزاج شناسی نے لوگوں کو گناہوں سے بچا لیا۔

تدریج

دعوت و تبلیغ میں ایک اور حقیقت جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور وہ ہے ترتیب و تدریج۔ جب نبی کریم ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو سب سے پہلے توحید ورسالت پر زور دیا اور فرمایا کہ کہو لا اللہ الا اللہ یعنی کلمہ اسلام کی دعوت دی۔ قریش نے پوچھا کہ آپ ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ تو فرمایا گیا کہ فقط ایک کلمہ...... ایک بات...... اگر تم مان لو گے تو سارا عرب و عجم تمہارا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہی وہ منبع ہے جس سے مذہب کی تمام راہیں نکلتی ہیں۔ قرآن کریم کا بھی یہی انداز ہے کہ یہ سب سے پہلے دلوں کو نرم کرتا ہے اور پھر اس میں حلال و حرام کا تخم ریزی کرتا ہے اور اگر پہلے یہ حکم ملتا کہ شراب نہ پیؤ تو کوئی بھی اس کو حرام نہ کہتا بلکہ وہ اسلام سے ہی منہ موڑنے کا سوچتے۔

طائف کا وفد جب آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو اس نے سب سے پہلے یہ شرط رکھی کہ ان کیلئے نماز کی چوٹ دی جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس دین میں اللہ کے سامنے جھکنا ہی نہ ہو تو وہ دین کیسا۔ پھر انہوں نے یہ شرط رکھی کہ ان سے عشر وصول نہ کیا جائے اور مجاہدین کی فوج میں ان کو بھرتی نہ کیا جائے تو آپ ﷺ نے ان کی یہ دونوں شرطیں قبول فرمالیں اور ارشاد فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہو جائیں گے تو عشر بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ مفکرین فرماتے ہیں کہ نماز تو کلمہ پڑھتے ہی واجب ہو جاتی ہے جبکہ جہاد فرض کفایہ ہے اور کسی وقت خاص پر فرض ہوتی ہے اور زکواۃ اور عشر کے وجوب کیلئے چونکہ ایک سال کی مدت کی وسعت تھی اس میں کمی بیشی کی گنجائش موجود ہے، اس لئے ان دونوں باتوں میں نرمی ظاہر فرمائی اس سے تبلیغ کے حکیمانہ اصول پر پوری روشنی ڈالی گئی۔

جب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حکم بنایا تو ارشاد فرمایا "تم ایسے لوگوں میں جا رہے ہو جہاں اہل کتاب ہیں۔ جب تم وہاں پہنچوں تو ان کو سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جب وہ یہ مان لیں تو انہیں یہ بتائیں کہ اللہ تعالی نے ان پر دن میں پانچ نمازیں بھی فرض کی ہیں، جب وہ تمھاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکواۃ بھی فرض کی ہے جو دولت مندوں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی اور جب وہ اس کو بھی مان لیں تو زکواۃ میں چن چن کر ان کے اچھے مال نہ لے لینا

اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ اس حدیث سے بھی دعوت کی حکیمانہ ترتیب کا اظہار ہوتا ہے۔"

عقلی استدلال

حکمت تبلیغ کا تقاضہ ہے کہ مخاطب کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی جائے اور اسے عقلی دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ اعزاز ہے کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کے دوران عقل انسانی کو مخاطب فرمایا۔ انسان کو غور و فکر کی دعوت دی اور اس کو مصلحت اور حکمت کی تمام باتیں کھول کھول کر سمجھائیں نفع اور نقصان اس کے سامنے رکھا۔ بقول قرآن:۔

ترجمہ:۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی بناوٹ اور رات دن کے الٹ پھیر میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ پر غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تونے یہ عالم بیکار نہیں بنایا[10]

جب نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے مقام پر موجود تھے اور معاہدہ کی رو سے مسلمان اس سال حج پر نہیں جاسکتے تھے تو تمام مسلمانوں کے جذبات بہت زیادہ برانگیختہ ہو گئے تھے تو آپ ﷺ بھی قدرے متفکر ہوئے اپنے خیمے میں آئے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے بات کی اور باہم مشورہ کرکے خیمے سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے خود اپنا احرام کھول دیا سر منڈوایا اور اپنے جانور کی قربانی کی تو آپ ﷺ کو دیکھ کر دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور چند ہی لمحوں میں مسلمانوں کے خیموں میں فضا معمول پر آگئی۔ یہ آپ ﷺ کا عقلی استدلال ہی تھا جس نے مسلمانوں کو مایوسی اور سراسیمگی کی حالت سے نجات دلائی۔

عمدہ نصیحت

تبلیغ دین کا ایک اصول عمدہ نصیحت بھی ہے اس میں مخاطب کو دلائل سے ہی قائل نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جاتا ہے برائیوں اور گناہوں کو صرف عقل کی روشنی میں باطل نہیں گردانا جاتا بلکہ انسانی فطرت میں موجود نفرت کو ابھارا جاتا ہے تاکہ وہ ان برائیوں کے خوف سے غلط امور سے باز رہے اور نیکی کے راستے پر نکل کھڑا ہو۔ قرآن کریم میں اللہ کریم نے یوں فرمایا:۔

انّ فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی۔[11]

مفہوم و ترجمہ:۔ اس میں عبرت ہے اس کیلئے جو اللہ سے ڈرتا ہے

اسی حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کے لوگوں کو جھنجھوڑا اور ان کو اسلام کیلئے قائل کیا۔ آپ ﷺ سے قبل انبیاء کرامؑ نے بھی اپنے اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کی دعوت کو لوگوں کے سامنے ایک عمدہ نصیحت بنا کر رکھا۔

قلبی و ذہنی انقلاب

انسان کا ذہن انسان کی شخصیت میں ایک اہم کردار کرتا ہے، دل تمام جذبات کا مرکز ہے اور قلبی لگاؤ سے ہی امور زندگی انجام پاتے ہیں۔ دل کا کھوٹ انسان کی شخصیت کو برباد کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا:۔

الا وانّ فی الجسد مضغۃ صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت الجسد کلّہ الا وھی القلب[12]۔

ترجمہ:۔ آگاہ رہو کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے سنو وہ ٹکڑا دل کا ہے

قلب کی اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کو تمام برائیوں اور اچھائیوں کا مرکزہ کہا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کمال حسن سے انسانوں کے دلوں پر حکومت کی اور ان کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

بے غرضی

انبیاء کرام السلام کے اصول دعوت کی بنیادی چیز یہی ہے کہ وہ اپنے کام کی اُجرت و مزدوری کسی مخلوق سے نہیں چاہتے، کئی نبیوں کا یہ جملہ قرآن کریم نے یوں رقم فرمایا:۔

وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العلمین[13]

مفہوم و ترجمہ:۔ میں تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا، میرا ثواب صرف تمام جہانوں کے پروردگار کے ہاں ہے

وہ اپنے کام کی کسی بندہ سے تحسین و آفرین بھی نہیں چاہتے ان کی دعوت کی کشش اور تاثیر دو قوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے مخلوق کے ہر اجر سے استغنا اور بے نیازی اور ان کی ذاتی پاکیزگی کے حوالے سے سورۃ الیٰسین میں چند داعیان حق کا ذکر ہے جس میں ایک کی تکذیب کے بعد دوسرے رسول کی آمد کا بیان موجود ہے۔ آخر کار اس شہر سے ایک خوش نصیب انسان آتا ہے اور اپنے اہم قوموں سے خطاب کرتا ہے جس کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے:

یقوم اتّبعوا المرسلین o اتبعوا من لا یسئلکم اجراً ھم مھتدون o[14]

مفہوم و ترجمہ:۔ اے میرے لوگو! ان پیغمبروں کی پیروی کرو ان کی پیروی میں جو تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور وہ جو خود راہ ہدایت پائے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ مبلغ کیلئے پاکیزگی، اعلی اخلاق اور اخلاص لازمی جزو ہیں۔

جذبہ خیر خواہی

ان کی تبلیغ ودعوت کا دوسرا محرک بندگان خدا پر شفقت اور خیر خواہی کا جذبہ ہے۔ بندوں کی اس تباہ حالت کو دیکھ کر ان کا دل کڑھتا ہے اور خیر خواہی سے ان کا دل چاہتا ہے کہ کسی طرح ان کی حالت سدھر جائے، جس طرح ایک بات کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو۔ اسی طرح مبلغ کے اندر بھی یہی جذبہ ہونا چاہئے۔ حضرت نوح علیہ السلام پر ان کی قوم نے گمراہی کی تہمت لگائی ہے اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

یقوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من ربّ العالمین o ابلغکم رسٰلت ربی وانصح لکم[15]

مفہوم وترجمہ:۔ اے میرے لوگو میں بہکا ہوا نہیں ہوں، بلکہ پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہو اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔

حضرت ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا جس کا ترجمہ یوں "اے میرے لوگو! میں بیوقوف نہیں بلکہ میں تو پرودگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہوں میں تم کو اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا نہایت مخلص اور دیانت دار خیر خواہ ہوں۔"

حضرت صالح السلام نے اپنی امت کو فرمایا اے میرے لوگو میں نے تم کو اپنے مالک کا پیغام پہنچادیا اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی لیکن تم اپنے خیر خواہوں کو نہیں چاہتے۔

نبی کریم ﷺ کے تبلیغی احوال وکیفیات کا ذکر بھی قرآن کریم میں بار بار آیا اور ہر بار یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور علیہ السلام کو امت کا کتنا غم ہوتا تھا ایسا غم جس کے بوجھ سے پشت مبارک ٹوٹی جاتی تھی۔ چنانچہ حکم ربی ہوا۔

الم نشرح لک صدرک o ووضعنا عنک وزرک o الذی انقض ظہرک[16] o

مفہوم وترجمہ:۔ کیا ہم نے آپ ﷺ کے لئے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور آپ سے آپ کا وہ بوجھ دور نہیں کر دیا جس نے آپ کی کمر توڑ ڈالی تھی

امت کے غم نے آپ ﷺ کا یہ حال کر دیا تھا کہ آپ ﷺ کو اپنا جینا دوبھر دکھائی دینے لگا تو اللہ کریم نے یوں تسلی فرمائی:

لعلک باخع نفسک الایو کونو اموٗ منین[17] o

ترجمہ:۔ شائد آپ ﷺ اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے

تبلیغ ودعوت میں نرمی

تبلیغ دین کا ایک اہم جزو نرمی وسہولت ہے اور ان کے ساتھ اس طرح دانشمندی اور اس اسلوب سے بات کی جائے کہ داعی کی محبت اور خلوص کا مخاطب پر اثر پڑے، اس تبلیغ میں جبرہ اور زبردستی کو کوئی عمل دخل شامل نہیں۔ جب اللہ کا نبی فرعون جیسے خدائی کے مدعی سے مخاطب ہوئے تو اللہ کریم نے ان سے فرمایا کہ فقولولا لہ، قولاَ ّلینا یعنی تم دونوں بھائی فرعون سے نرم گفتگو کرنا۔ کافروں نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو تکلیف دی اور دین اسلام کو ناکام بنانے کی کوشش کی اسی طرح اللہ کریم نے اپنے رسول ﷺ کو بھی یہی حکم دیا:۔

فاعرض عنھم و عظھم و قل لھم فی انفسھم قولاَ بلیغا[18] o

مفہوم ترجمہ:۔ تو آپ ان سے درگزر کریں کیجئے اور ان کو نصیحت اور ان سے ان کے معاملات میں ایسی بات کیجئے کہ جو ان کے دل میں اتر جائے

نبی کریم ﷺ نے جب کبھی اپنے صحابہ کرامؓ کو تبلیغ کیلئے بھیجا تو انہیں بھی اسی طرح کے حکم دئے گئے۔ یعنی لوگوں کو آسانی کی راہ بتانا ان کو مشکل میں نہ ڈالنا انہیں خوشخبری سنانا اور نفرت نہ دلانا۔ یہاں نبی کریم ﷺ نے فرمادیا کہ داعی اور مبلغ کو چاہئے کہ وہ جس جماعت کو بھی دعوت دین دیں اس کو آسان سے آسان انداز میں دیں اور شروع ہی میں سختی نہ کریں بلکہ درجہ بدرجہ ان کو اسلام کی طرف قائل نہ کریں۔ اللہ کریم نے بھی مسلمانوں کو ابتداء میں شراب کی حرمت اس طرح لازم کی کہ پہلے ان سے فرمایا کہ نشہ کی حالت میں نماز نے نزدیک نہ جاؤ اور پھر جب مسلمان اس بات کے عادی ہوگئے تو حکم دیا کہ شراب مسلمان پر تاقیامت حرام کر دی گئی ہے۔

اس طرح کی مثالیں سیرت نبوی ﷺ میں بکثرت ملتی ہیں۔ چنانچہ عقائد و فرائض میں مداہنت کرنے کی ممانعت قرآن پاک کی کئی آیتوں میں ہے کفار مکہ کے عقائد میں کچھ نرمی چاہتے ہیں یعنی کہ وہ عبادات اور اسلام کے اصولوں میں نرمی کے خواہاں ہیں مگر ان کو ان معاملات میں نرمی کی اجازت نہ دی گئی۔

دعوت و تبلیغ کے بارے میں سیرت عالیہ ﷺ کے انمٹ نقوش

☆ نبی پاک ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کی تربیت کیلئے بہتر مواقع کی تلاش میں رہتے تھے جب بھی آپ ﷺ کو کوئی مناسب وقت ملتا تو آپ ﷺ اس سے فائدہ اٹھاتے اسی طرح ایک بار آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی آئے تو اس میں ایک خاتون بھی تھی جس کی چھاتیوں سے دودھ ٹپک رہا تھا جو نہی اس نے ایک بچے کو دیکھا تو فوراً اس کو اٹھا کر اپنی چھاتیوں سے چمٹا لیا اور اس سے پیار کرنے لگی۔ نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کو ماں کی یہ حالت دکھائی اور فرمایا کہ اگر اس ماں کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے اس بچے کو آگ میں ڈال دے تو کیا وہ ایسا کرے گی، تو صحابہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ عورت ایسا نہیں کر سکتی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت جتنا اپنے بچے پر مہربان ہے اللہ تعالیٰ سے بھی کہیں زیادہ اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔

☆ ایک بار کا ذکر ہے کہ قریش کے کفار خانہ کعبہ میں جمع تھے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی پاک ﷺ بھی حرم شریف میں موجود تھے اور نماز ادا فرما رہے تھے، ابو جہل نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور رحمت کونین ﷺ کے سر مبارک کو سجدے کی حالت میں کچلنے کے ناپاک ارادے سے آگے بڑھا، ابھی وہ سرور عالم ﷺ کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ ایک دم گھبرا کر پیچھے ہٹا اور واپس بھاگا۔

کفار نے ابو جہل کی یہ حالت دیکھی تو حیرت سے سوال کیا کیوں تجھے کیا ہوا؟

اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا جیسے ہی میں قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دہشت ناک سر اور خوف ناک گردن والا ایک بھیانک اونٹ منہ کھولے دانت کچکچاتا ہوا مجھ پر حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہا ایسا بھیانک اونٹ میں

نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس وقت تک حضور ﷺ بھی نماز سے فارغ ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے ابو جہل کی بات سنی تو ارشاد فرمایا وہ جبرئیل تھے اگر تو اور نزدیک آتا تو وہ تجھے پکڑ لیتے۔

اللہ عزوجل کی شان بے نیازی بھی خوب ہے کبھی اپنے محبوب مبلغ کو دشمنوں کے ذریعے مصائب و آلام میں مبتلا کر کے ان کے خوب خوب درجات بلند فرماتا ہے تو کبھی رحمت دو عالم ﷺ کے دشمن کو وار کرنے سے قبل ہی خبر دار اور خوف زدہ کر کے یہ باور کرا دیتا ہے کہ کہیں ہمارے محبوب ﷺ کو بالکل اکیلا مت سمجھ بیٹھنا۔

☆ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک آدمی نے ننانوے قتل کئے تھے پھر جب اس نے ایک عالم سے پوچھا کہ کیا اس کے معافی کا دروازہ موجود ہے تو اس عالم نے کہا کہ نہیں تمھارے لئے معافی کی گنجائش نہیں ہے۔ تو آدمی نے اس عالم کو بھی قتل کر دیا۔ اب پھر اس کے دل میں ہلچل مچی کہ توبہ کی جائے اور وہ توبہ کی غرض سے پھر دوسرے عالم کے پاس گیا اور اپنا قصہ سنایا۔ اس نیک آدمی نے قاتل سے کہا کہ ہاں تمھارے لے توبہ کا دروازہ موجود ہے اور تم فلاں بستی کے لوگوں کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو اور واپس گناہوں کی بستی میں نہ آنا۔ اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور وہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف چل دیا ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس جان نکل گئی۔ اب نیکی اور بدی کے فرشتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ کون اس کی روح قبض کرے آخر فیصلہ یہ ہوا کہ جس طرف اس نے جانے کا قصد کیا تھا اور جس بستی سے یہ چلا تھا اس فاصلے کو ناپا جائے جس طرف یہ قریب ہو گا وہی فرشتے اس کی روح قبض کریں گے جس بستی کی طرف یہ ہو گا۔ چنانچہ وہ فاصلہ ناپا گیا تو یہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کی طرف ایک بالشت بھر زیادہ سفر کر چکا تھا تو اللہ کریم نے اپنی خصوصی کرم نوازی سے اس کو رحمت میں جگہ عطا فرمائی۔[19]

☆ دعوت و تبلیغ کا مشن انسان کو بردباری اور تحمل کا درس دیتا ہے۔ یہی بات نبی برحق ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر لوگوں کے سامنے پیش کی جب تمام اہل مکہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت سے کھڑا تھا اور آپ ﷺ اس وقت جیسا بدلہ چاہتے تو لے لیتے مگر آپ ﷺ نے ان سب کو یک جنبش قلم سے معام فرمادیا[20]

☆ آقائے نامدار ﷺ پر کفار بد اطوار کے ظلم وستم کا سبب صرف یہی تھا کہ اس وقت آپ ﷺ کھل کر لوگوں کو اسلام اور دین حق کی دعوت پیش کرنے لگے تھے جب کہ اس سے پہلے شروع میں حضور ﷺ نے تین سال تک اسلام کی خفیہ دعوت دی تھی پھر اللہ عزوجل کی جانب سے علی الاعلان تبلیغ کا حکم ہوا اور نبی محترم ﷺ نے اس حکم کی پاس داری کی لیکن اسلام کی علی الااعلان دعوت وتبلیغ شروع ہوتے ہی ظلم وستم کی جاں سوز آندھیاں چل پڑیں، نبیوں کے سردارر دوجہاں کے تاجور ﷺ کے سر انور پر کفار بد اطوار کبھی کوڑا پھینکتے تو کبھی آپ ﷺ کے دروازہ مبارک پر گندگی اور جانوروں کا خون ڈال دیتے کبھی آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتے اور کبھی آپ ﷺ کے بدن اطہر پر پتھر برساتے تھے ایک بار ایک بے رحم اور شقی القلب کافر نے سجدے کی حالت میں گردن شریف کو بہت شدت سے دبایا، کبھی ایسا بھی ہوا کہ سجدے کی حالت میں پشت اطہر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی، علاوہ ازیں کفار جفاکار آپ ﷺ کی شان عظمت نشان میں گستاخانہ جملے بکتے آپ پر پھبتیاں کستے آپ ﷺ کو معاذ اللہ جادوگر اور کاہن بھی کہتے تھے مگر اللہ کے نبی ﷺ ہر چیز سے بے نیاز اللہ کے پیغام کو عام کرنے میں لگے رہتے تھے۔ راہ خدا میں مصیبت جھیلنا سنت رسول ﷺ ہے ہمارے پیارے آقا نے اسلام کی خاطر بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں اور یہ سب کچھ کھل کر تبلیغ دین شروع کرنے کے بعد ہوا لہذا جب بھی کوئی مسلمان کسی کو نیکی کی دعوت دے اور اس کے سبب اگر اسے کوئی تکلیف اٹھانی پڑ جائے تو وہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی راہ تبلیغ اسلام میں پیش آنے والی تکالیف کو یاد کر کے اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے بھی دین کی خاطر سختیاں جھیلنے والی سنت ادا کرنے کی سعادت بخشی اعلان نبوت کے بعد ۹ سال تک سرکار دوعالم ﷺ مکہ مکرمہ میں لوگوں میں اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے مگر بہت تھوڑے افراد نے نبی پاک ﷺ کی دعوت قبول کی ادھر کفار بد اطوار کی طرف سے مخالفت کا زور بڑھتا جارہا تھا مگر آپ ﷺ کی دعوت وتبلیغ اتنی ہی شدت سے بڑھتی رہی۔

☆ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ دو مجلسوں کے پاس سے گزرے جو مسجد میں منعقد ہورہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک دوسری سے بہتر ہے، ان دونوں جماعتوں میں ایک عبادت میں مصروف ہے اور اللہ ہی سے دعا کررہی ہے اور اسی سے اپنے

خواہش ور غبت کا اظہار کر رہی ہے، اگر وہ چاہے تو انہیں عطا فرمادے اور چاہے تو روک دے اور دوسری جماعت تو وہ دینی فہم حاصل کر رہے ہیں جس کی ضرورت ہے اور جاہلوں کو دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں لہذا یہ جماعت بہتر ہے اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں یہ فرما کر آپ ﷺ اس جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے[21]

☆ حضرت ابو طالب کا کفار پر کافی رعب و دبدبہ تھا مگر آپ کے انتقال کے بعد کافروں کے حوصلے ایک دم بلند ہو گئے اور ان کی طرف ظلم و ستم کی آندھیوں نے خوب زور پکڑ لیا چنانچہ آپ ﷺ نے طائف کا قصد کیا تا کہ وہاں کے لوگوں کو سچے اور برحق دین اسلام کی دعوت دیں۔ طائف پہنچ کر حضور ﷺ نے پہلے بنو ثقیف کے تین سرداروں کو اسلام کا پیغام پہنچایا مگر ان نادانوں نے حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور ﷺ کی پیاری پیاری باتیں سن کر بجائے سر تسلیم خم کرنے کے نہایت سرکشی کا مظاہرہ کیا اور مذاق اڑانے لگے اور ان بد اخلاق سرداروں نے ایسی گستاخانہ حرکتیں کیں جنہیں لکھنے سے قلم بھی کانپتا ہے مگر سید ابرار ﷺ نے ہمت نہ ہاری وہاں سے دوسروں لوگوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں دعوت اسلام پیش کی مگر سرور کائنات ﷺ کے پیغام نجات کو کوئی سننے کیلئے تیار ہی نہ تھا۔ افسوس وہ لوگ اپنے عظیم محسن ﷺ کو دشمن بیٹھے اور تشدد پر اتر آئے

اور اپنے چند غنڈوں کو آقائے نامدار ﷺ کے پیچھے لگا دیا ان ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی مگر پھر بھی آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ سے منہ نہ موڑا اور ان ظلم کرنے والوں کیلئے دعائے خیر ہی فرماتے رہے۔

آج ہم کیا کر رہے ہیں؟ کیا اسی کا نام عشق رسول ﷺ ہے کہ پیارے رسول ﷺ تو کانٹوں پر چل کر بھی اسلام کی تبلیغ کریں اور ہم قالینوں پر بیٹھ کر بھی تبلیغ نہ کر پائیں، اللہ کے حبیب ﷺ فاقوں کے سبب پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی اسلام کی تبلیغ فرمائیں اور ہم شکم سیر کے باوجود بھی کچھ نہ کر پائیں، کیا محبت رسول ﷺ اسی کا نام ہے؟ نبی آخر الزمان پتھر کھا کر بھی اسلام کی تبلیغ کا کام بجالائیں۔ یقیناً یہ سب جانتے ہیں کہ دین کی تبلیغ کرنا اور اس کیلئے گھر سے نکلنا اور سفر اختیار کرنا اس راہ میں آنے والی تکالیف کو برداشت کرنا یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنت ہے اور ہمیں اس پر دل و جان سے عمل کرنا چاہیئے۔

قصہ مختصر

دین کی دعوت و تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا امت مسلمہ کے ذمہ ایک فرض کفایہ ہے۔ اگر دنیا بھر میں مسلمانوں کی ایک موثر تعداد تبلیغ دین کا کام کر رہی ہے تو ساری امت کی طرف سے فرض ادا تصور کیا جائے گا بصورت دیگر جہاں جہاں خامیاں رہ جائیں گی اس کا وبال نہ صرف اس دنیا میں اس امت کو بھگتنا پڑے گا بلکہ ان کی کئی نسلوں کو اس کا خراج دینا پڑے گا بقول شاعر:۔

نابینا جنم لیتی ہے اولاد بھی ان کی

جو قوم دیا کرتی ہے تاوان میں آنکھیں

من حیث القوم مسلمانوں نے ماضی قریب میں دعوت و تبلیغ سے اپنے بازو کھینچ کر مفاہمت کی روش کو اپنا کر تبلیغ دین کی بساط لپیٹ کر رکھ دی، ان کے حکمرانوں نے دین پر عمل کرنے کی بجائے غیر مذاہب سے دوستی کی پینگیں چڑھا رکھی ہیں ان کی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی بجائے نااتفاقی کی دیمک چاٹ گئی ہے اور تقدیر کے قاضی نے فتویٰ جاری فرمادیا ہے اور آج قانون فطرت کے عین مطابق مسلمان قوم روبہ زوال ہے۔، بغداد بار بار اجڑ رہا ہے۔ آج مسلمان قوم اپنے گھروں میں بھی محفوظ نہیں یہ صرف اور صرف دین حق کی دعوت و تبلیغ سے منہ موڑنے، ارشادات نبوی ﷺ سے روگردانی کا انعام ہے، مسلمان قوم اس وقت تک ذلیل و خوار ہوتی رہے گی جب تک وہ اپنے دین پر کاربند نہیں ہو جاتی۔

مصادر و مراجع

[1]. سورۃ النحل۔125-128

[2]. سورۃ المائدہ۔٦٧

[3] ۔الجوزجاني أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني،، سنن سعيد بن منصور، الدار السلفية–الهند، الطبعة: الأولى، 1403ه–1982ج2،ص214

[4] ۔سورۃ النساء١٣٦

[5] ۔سورۃ آل عمران ١٠٤

[6] ۔أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، دار الحديث–القاهرة الطبعة: الأولى،1416ه–1995م،ج6،ص373

[7] ۔آل عمران۔110

[8] ۔سورۃ الاانعام۔126

[9] ۔۔سورۃ الاانعام۔86

[10] ۔آل عمران190-191

[11] ۔۔سورۃ النازعات۔62

[12] ۔ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية–فيصل عيسى البابي الحلبي ج2، ص1318

[13] ۔۔سورۃ الشعراء۔109

[14] ۔سورۃ یٰسین۔20-21

[15] ۔سورۃ الااعراف 61-62

[16] ۔سورۃ الم نشرح 1-3

[17] ۔سورۃ الشعراء3

[18] ۔سورۃ النساء36

[19] ۔مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار إحياء التراث العربي–بيروت، ج4، ص2118

[20] ۔۔شان مصطفیٰ ﷺ کے درخشاں پہلو

[21] ۔الدارمي أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد، سنن الدارمي، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412ه–2000م ج1، ص365